

اللہ

بندظری کے

چودہ نقضات

مؤلف

عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دارالعلوم



کتاب خانہ نظری

گلشن اقبال کراچی پاکستان

بد نظری کے چودہ مختصات

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دہشت برکات

کتاب خانہ نظری

گلشن اقبال کراچی پاکستان

عنوان کتاب
بظہری کے چودہ مکتوبات



ملفوظات
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دست برکات

زیر سرپرستی ابراہیم برادران

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال کراچی پاکستان

بد نظری کے چودہ نقصانات

۲ صفحہ اول ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۸ء بروز جمعہ ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ

ذریعہ حضرت امامت برکاتہم غافۃ علیہم اجمعین اقبال کرچی

اللہ تعالیٰ کا فرمان



ارشاد فرمایا کہ بد نظری نقص قطعی سے حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ** ”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں یعنی نامحرم عورتوں کو اور لڑکوں کو نہ دیکھیں“ پس جو بد نظری کر رہا ہے وہ نقص قطعی کی مخالفت کر رہا ہے اور نقص قطعی کی مخالفت کر کے حرام کام تکب ہو رہا ہے لہذا بد نظری سے بچنے کے

لہ آیت ۲۹ النور پارہ ۱۸

لئے یہ استحصار کافی ہے کہ یہ نصرتِ قطعی کی مخالفت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔



۲ امانت میں خیانت کرنے والا

اور بد نظری کرنے والا اللہ تعالیٰ کی امانت میں خیانت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ** "اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت اور دل کے رازوں سے باخبر ہے" لفظ خیانت کا نزول بتا رہا ہے کہ ہم اپنی آنکھوں کے مالک نہیں ہیں، امین ہیں۔ خودشی بھی اس لئے حرام ہے کہ ہم اپنے جسم کے مالک نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے بطور امانت کے ہمیں یہ جسم عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ امانت ہے اس لئے مالک کی مرضی کے خلاف اس کو استعمال کرنا یا اس کو نقصان پہنچانا یا اس کو ختم کر دینا جائز نہیں۔ اگر ہم اپنے جسم و جان کے مالک ہوتے

تو ہر قسم کے تصرف کا حق حاصل ہوتا کیونکہ مالک کو اپنی ملک میں ہر تصرف کا اختیار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں کو یہ اختیار نہ دینا دلیل ہے کہ یہ جہم ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور مالک کی امانت میں خیانت جرم عظیم ہے لہذا جو شخص بد نظری کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت بصریہ میں خیانت کرتا ہے اور خیانت کرنے والا اللہ کا دوست نہیں ہو سکتا۔ **وَلَنِعْمَ مَا قَالَ الشَّاعِرُ**
 - نظر کے چور کے سر پر نہیں ہے آج ولایت
 جو مستحق نہیں ہوتا اُسے ولی نہیں کہتے

ملعون کے خطاب کا مستحق بن جاتا ہے



اور بد نظری کرنے والا سرورِ عالم ﷺ کی لعنت کا مورد ہو جاتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے **لَعَنَ اللَّهُ النَّاطِلَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ** حضور ﷺ ارشاد فرماتے
 لے - مشکوٰۃ کتاب النکاح باب النظر الى المخطوبة۔

ہیں کہ اللہ تعالیٰ ناظر اور منظور دونوں پر لعنت کرے یعنی جو بد نظری
 کرے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو اور جو بد نظری کے لئے خود کو
 پیش کرے، اپنے حُسن کو دوسروں کو دکھائے اس پر بھی اللہ کی
 لعنت ہو۔ اگر بد نظری معمولی مجرم ہوتا تو سرورِ عالم ﷺ
 رحمۃ للعالمین ہو کر ایسی بددعا نہ فرماتے۔ آپ کا بددعا دینا دلیل
 ہے کہ یہ فعل انتہائی مبغوض ہے اور لعنت کے معنی ہیں کہ اللہ کی
 رحمت سے دوری۔ امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن
 میں لعنت کے معنی لکھے ہیں **الْبُعْدُ عَنِ الرَّحْمَةِ** پس جو
 شخص اللہ کی رحمت سے دور ہو گیا وہ نفسِ امارہ کے شر سے
 نہیں بچ سکتا کیونکہ نفس کے شر سے وہی بچ سکتا ہے جو اللہ کی
 رحمت کے سائے میں ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **إِنَّ النَّفْسَ**
لَأَمَّارَةَ بِالسُّوْءِ نفس کثیر الامر بالسوء ہے، بہت زیادہ

بُرَاتی کا حکم کرنے والا ہے۔ پھر نفس کے شر سے کون بچ سکتا ہے؟
الْأَمَارِجِمُ رَبِّیْ جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہو معلوم
 ہوا کہ نفس کے شر سے بچنے کا واحد راستہ اللہ کی رحمت کا سایہ ہے
 کیونکہ **أَمَّا رَةُ بِالسُّوْمِ** استثنیٰ خود خالق **أَمَّا رَةُ بِالسُّوْمِ** نے کیا
 ہے پس جو **الْأَمَارِجِمُ رَبِّیْ** کے ساتھ میں آگیا اس کا نفس
أَمَّا رَةُ بِالسُّوْمِ میں ہے گا **أَمَّا رَةُ بِالسُّوْمِ** ہو جائے گا۔ اسی
 لئے **يَعْظُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ** کے بعد **وَيَحْفَظُوا**
فُرُوجَهُمْ فرمایا کہ جس نے نگاہوں کی حفاظت کر لی وہ اتمثال
 امر الہیہ کی برکت سے اور حضور ﷺ کی بددعا سے بچنے کی برکت
 سے اللہ کی رحمت کے ساتھ میں آگیا اب اس کی شرم گاہ بھی
 ٹھنا ہوں سے محفوظ رہے گی۔ معلوم ہوا کہ غرض بصر کا انعام حفاظت
 فرج ہے اور اس قضیہ کا عکس کر لیجئے کہ جو نگاہ کی حفاظت نہیں

کرے گا اس کی شرم گاہ بھی گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتی اور اس پر جو لعنت برس جاتے وہ کم ہے۔

۴۲ **احق اور بد عقل مانا جاتا ہے**

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یوں تو ہر گناہ بدعتی اور حماقت کی دلیل ہے، جو گناہ کرتا ہے یہ دلیل ہے کہ اس کی عقل میں غرابی ہے کہ اتنے بڑے مالک کو ناراض کر رہا ہے جس کے قبضہ میں ہماری زندگی اور موت، تندرستی و بیماری، راحت چہن، حُسنِ خاتمہ اور سوء خاتمہ ہے۔ اگر اس کی عقل صحیح ہوتی تو ہر گناہ نہ کرتا لیکن فرماتے ہیں کہ بد نظری تو انتہائی حماقت کا گناہ ہے نہ ملنا نہ ملانا مفت میں اپنے دل کو تڑپانا۔ دیکھنے سے وہ حُسنِ دل نہیں جاتا لیکن دل بے چین ہو جاتا ہے اور اس کی یاد میں تڑپتا رہتا ہے اور میرے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایک نیا علم عطا فرمایا کہ مسلمان کو دکھ دینا حرام ہے تو جو بد نظری کر رہا ہے یہ بھی تو مسلمان ہے یہ

بد نظری کر کے اپنے دل کو دکھ دے رہا ہے تڑپا رہا ہے جلا رہا ہے لہذا جس طرح دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچانا حرام ہے اسی طرح اپنے دل کو دکھ پہنچانا، تڑپانا، کلپانا، جلانا کیسے جائز ہوگا۔

۵ اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کا مستحق بن جاتا ہے

اب اگر کوئی کہے کہ حسینوں کو دیکھنے سے تو دل کو غم ہوتا ہے لیکن نظر بچانے سے بھی تو غم ہوتا ہے اور دل میں حسرت ہوتی ہے کہ آہ نہ بھلنے کیسی شکل رہی ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھنے سے جو غم ہوتا ہے وہ اشد ہے اور نہ دیکھنے کا غم بہت ہلکا ہوتا ہے کیونکہ اگر دیکھ لیا تو علم ہو گیا کہ اس حسین کے نوک پلک ایسے ہیں، آنکھیں ایسی ہیں، ناک ایسی ہے، چہرہ کتابی ہے تو یہ غم حسن معلوم اشد ہوگا اور دل کو مضطر اور بے چین کر دے گا اور اگر نظر بچالی تو یہ حسرت حسن نامعلوم ہوگی، جب دیکھا ہی نہیں تو ہلکی سی حسرت اور ہلکا سا غم ہوگا اور جلد زائل ہو جائے گا اور

حسرتِ حسنِ نامعلوم پر قلب کو جو ملاوتِ ایمانی عطا ہوگی، اللہ تعالیٰ
 کے قرب کی غیر محدود لذت کا جو ادراک ہوگا اس کے سامنے مجموعہ
 لذاتِ کائنات یہیچ معلوم ہوگا۔ اس کے برعکس حسینوں کے دیکھنے
 کے غمِ حسنِ معلوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت برستی ہے جس
 سے دل مضطرب اور بے چین ہو کر ایک لمحہ کو سکون نہیں پائے گا اور زندگی
 تلخ ہو جائے گی، لہذا دونوں غموں میں زمین و آسمان کا فرق ہے ایک
 عالمِ رحمت ہے، ایک عالمِ لعنت ہے۔ دونوں غموں میں ایسا فرق
 ہے جیسا جنت اور دوزخ میں۔ لہذا غرضِ بصر کا حکم ایمان والوں
 پر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ حسرتِ حسنِ نامعلوم دے کر شدتِ
 غمِ حسنِ معلوم سے بچا لیا۔ جیسے کسی کو مچھر کا ٹ لے اور کسی کو سانپ
 ڈس لے تو جس کو مچھر نے کاٹا ہے وہ شکر کرے گا کہ اللہ نے مجھے
 سانپ کے ڈسنے سے بچا لیا۔ لہذا حسینوں سے نظر بچانے کی حسرتِ
 حسنِ نامعلوم مچھر کا کاٹنا ہے اور حسینوں کو دیکھنے کا غمِ حسنِ معلوم

سانپ سے ڈسوانا ہے۔

۶ دل کمزور ہو جاتا ہے

بد نظری سے بار بار اس حسین کا خیال آتا ہے اور دل میں ہر وقت ایک کش مکش رہتی ہے جس سے دل کمزور ہو جاتا ہے۔
بد نظری کی نحوست یہ ہے کہ نظر کے ساتھ ساتھ حواسِ خمسہ اور تمام اعضاء و جوارح حرکت میں آ جاتے ہیں **إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ** کی تفسیر رُوح المعانی میں علامہ آلوسی نے یہ کی ہے کہ **بِإِحْاطَةِ النَّظَرِ** بد نظری کرنے والا جو نظر گھما گھما کر حسینوں کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہیں اور **بِاسْتِعْمَالِ سَائِرِ الْحَوَائِثِ** اور اس کے تمام حواسِ خمسہ حرام لذت لینے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ باصرہ یعنی آنکھ اس حسین کو دیکھنا چاہتی ہے، سامعہ یعنی کان اس کی بات سننے کی تمنا کرتے ہیں،

قوتِ ذاتِ اللہ اس کو چکھنے یعنی حرام ہوسہ بازی کرنا چاہتی ہے قوت
 لامرہ اس کو چھونے کی اور قوتِ شامتہ اس حسین کی خوشبو سونگھنے کی
 حرام آرزو میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور میری تفسیر ہے **بِسَخَرِ نِکِ**
الْجَوَارِحِ بد نظری کرنے والے کے تمام اعضاء بھی حرکت میں آ
 جاتے ہیں۔ ہاتھ اور پاؤں وغیرہ اس محبوب کو حاصل کرنا چاہتے ہیں
 اور اللہ تعالیٰ بد نظری کرنے والے کی نظر اور حواس اور اعضاء و جوارح
 کی ان حرکات سے باخبر ہے اور اس کو خبر بھی نہیں کہ اللہ مجھے دیکھ
 رہا ہے اور **وَاللّٰهُ خَبِيرٌ بِمَا يَفْعَلُونَ بِذَٰلِكَ**
 ان حرکات کا جو آخری مقصد ہے یعنی بد فعلی اللہ تعالیٰ اس سے
 بھی باخبر ہے اور باخبر ہونے میں سزا دینے کا حکم پوشیدہ ہے کہ میں
 تمہاری حرکتوں کو دیکھ رہا ہوں، اگر باز نہیں آؤ گے تو عذاب
 دوں گا۔ پس اس آیت میں اشارہ ہے کہ ایسے شخص کو سزا دی جائے
 گی اگر توبہ نہ کی۔ بد نظری بد فعلی کی پہلی منزل ہے اور آخری اسٹیشن

بد فعلی کا ارتکاب ہے جہاں شرم گاہیں ننگی ہو جاتی ہیں اور آدمی
دونوں جہان میں رسوا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے گناہ
کی پہلی منزل ہی کو حرام فرمادیا کیونکہ بدنظری ایسا آٹومیٹک یعنی خود کار
زینہ ہے کہ جس پر قدم رکھتے ہی آدمی سب سے آخری منزل میں پہنچ
جاتا ہے۔ جس فعل کی ابتداء ہی غلط ہو اس کی انتہاء کیسے صحیح ہو
سکتی ہے۔ اس پر میرا شعر ہے۔

عشقِ بتاں کی منزلیں ختم ہیں سب گناہ پر

جس کی ہو ابتداء غلط کیسے صحیح ہو انتہا

چونکہ بدنظری کرنے والے کے حواسِ خمسہ اور اعضاء و جوارح متحرک
ہو جاتے ہیں اور قلب بد فعلی کے خبیث قصد سے کشمکش میں مبتلا
ہو جاتا ہے لہذا بدنظری کرنے والے کا قلب اور قالب دونوں کشمکش
میں مبتلا ہو کر کمزور ہو جاتے ہیں۔

طبی نقصان، غدودِ مشانہ متورم ہو جاتے ہیں

بد نظری کا ایک طبی نقصان یہ بھی ہے کہ غدودِ مشانہ متورم ہو جاتے ہیں جس سے بار بار پیشاب آتا ہے۔

سرعتِ انزال کا مریض بن جاتا ہے

بد نظری سے چونکہ شہوت بھڑک جاتی ہے اور مادہ منویہ تک گرمی پہنچ جاتی ہے جس کی وجہ سے منی رقیق ہو جاتی ہے جس سے سرعتِ انزال کی بیماری ہو جاتی ہے اور ایسا شخص بیوی کے حقوق صحیح طور سے ادا نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے میاں بیوی میں باہمی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور گھریلو زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔

ناشکری میں مبتلا ہو جاتا ہے

بد نظری سے ناشکری پیدا ہوتی ہے کیونکہ جب مختلف شکلوں کو دیکھتا ہے تو اپنی بیوی بُری معلوم ہوتی ہے اور ناشکری میں مبتلا

ہو جاتا ہے کہ مجھے حسین بیوی نہیں ملی اور اگر حسین ہے تو کہتا ہے کہ حسین تر نہیں ملی کیونکہ جو عورت اس کو زیادہ حسین معلوم ہوتی ہے تو اپنی حسین بیوی بھی اُسے اچھی نہیں لگتی۔ اس طرح نعمت کی ناشکری کرتا ہے اور جو متعلق ہوتا ہے وہ جب کسی دوسری کو دیکھتا ہی نہیں تو اسے اپنی چٹنی روٹی بھی بریافتی معلوم ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت پر شکر کرتا ہے۔



۱۰۔ بینائی کو نقصان پہنچتا ہے

بد نظری سے بینائی کو بھی نقصان پہنچتا ہے کیونکہ آنکھوں کا شکر غرضِ بصر ہے اور شکر سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے **لَا تَزِدْكُمْ** اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم شکر کرو گے تو تم کو اور زیادہ دلوں گا اور بد نظری کرنا ناشکری

ہے، کفرانِ نعمت ہے جس پر عذاب شدید کی وعید ہے وَلَئِنْ
كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ اور اگر تم ناشکری کرو گے
تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔



۱۱ دل کا ستیا ناس ہو جاتا ہے

اور حفاظتِ نظر کا سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ کا قُرب
معیتِ خاصہ ہے۔ لیلیٰ سے نظر بچانا سببِ حصولِ مولیٰ ہے کیونکہ
نظر بچانے سے دل اندر اندر خُون ہو جاتا ہے اور جب قلب کے
آفاق اربعہ خُونِ آرزو سے لال ہو جاتے ہیں تو دل کے ہر افق سے
قُرب نسبتِ مع اللہ کا آفتاب طلوع ہوتا ہے میرے اشعار میں ۷

وہ سرخیاں کہ خُونِ تمنا کہیں ہے



بہی شفق میں مطلعِ خورشیدِ قُرب کی



واجبِ حسرت سے دل بجائے ہیں

تب کہیں جا کے ان کو پائے ہیں

ان حسینوں سے دل بچانے میں

میں نے غم بھی بڑے اٹھائے ہیں

منزلِ قرب یوں نہیں ملتی

زخمِ حسرت ہزار کھائے ہیں

اور بد نظری سے اللہ تعالیٰ سے اس قدر دوری ہوتی ہے جس کا
ادراک ہو جائے تو آدمی کبھی بد نظری نہ کرے۔ اس کی مثال یہ ہے
کہ جو دل حفاظتِ نظر کی برکت سے ہمہ وقت نوے ڈگری سے
حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے اور نوے ڈگری سے حق تعالیٰ کے
مُحاذاتِ قرب میں ہے اگر بد نظری کر لی تو اللہ تعالیٰ سے اس کا
۱۸۰ ڈگری انحراف ہوتا ہے اور اس کا رُخ حق تعالیٰ سے ہٹ
کر اس حسین کی طرف ہو جاتا ہے اور ہر وقت اس مرنے گلنے والی

لاش کا خیال دل میں رہتا ہے جس سے دل کا ستیاناس ہو جاتا ہے اور بہت سول کا خاتمہ بھی بد نظری کی نحوست سے خراب ہو گیا۔

۱۳ دل کا مرض انجاننا ہو جاتا ہے

اور بد نظری سے دل میں انجاننا ہو جاتا ہے کیونکہ بد نظری سے دل کشمکش میں پڑ جاتا ہے۔ حسن اپنی طرف کش کرتا ہے اور اللہ کا خوف کمش کرتا ہے۔ اس کشمکش سے انجاننا ہو جاتا ہے کیونکہ کشمکش سے دل کا سائز بڑھ جاتا ہے۔ اگر نظر کی حفاظت کرتا تو یہ کشمکش نہ ہوتی اور انجاننا نہ ہوتا۔ میں نے ایک شعر کہا تھا۔

ایک سلی چاہیے سلمان کو

دل نہ دینا چاہیے انجان کو

انجان کو دل دینے سے انجاننا ہو جاتا ہے لیکن اس کے دوسرے اسباب بھی ہیں۔ یہ ہیں کہ حمسی کو انجاننا میں مبتلا دیکھا تو بدگمانی کرنے لگے کہ انہوں نے بد نظری کی ہوگی خصوصاً نیک بندوں کے معاملہ

میں اور زیادہ احتیاط اور حُسنِ ظن سے کام لینا چاہیے اور مسلمان
 سے حُسنِ ظن رکھنے کا حکم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دوسروں سے
 بدگمانی نہ کرے بلکہ خود کو بد نظری سے بچانے کے لئے اس نقصان کو
 سامنے رکھے کہ بد نظری سے انجانا ہو جاتا ہے۔

۱۳ شرم گاہ محفوظ نہیں رہتی

بد نظری سے شہوت بھڑک جاتی ہے جس حسین کو دیکھ کر گرم
 ہو اس کو اگر نہیں پاتا تو شہوت کی آگ کو بجھانے کے لئے غیر
 حسین سے مُنہ کالا کر لیتا ہے۔ گرم ہوا کہیں اور ٹھنڈا ہوا کہیں
 گرم ہوا حسین سے اور ٹھنڈا ہوا غیر حسین کالی کلوٹی صورت سے۔
 بد نظری کی تھی حُسن کی لالچ میں اور مُنہ کالا کیا ایسی بد صورت سے
 جس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں تھا۔ یہ ایسا خبیث فعل ہے کہ
 گناہ کی آخری منزل پر پہنچا کے چھوڑتا ہے اور پھر خوبصورت اور
 بد صورت کو بھی آدمی نہیں دیکھتا۔ بد نظری کرنے کے بعد شرم گاہ کا

محفوظ رہنا محال ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یَعْظُوا مِنْ
 أَبْصَارِهِمْ کے بعد فوراً وَیَحْفَظُوا أَرْجُوْهُمْ نازل
 فرمایا۔ معلوم ہوا کہ جس کی نگاہ محفوظ ہے گی اس کی شرم گاہ بھی محفوظ
 ہے گی اور جس کی نگاہ محفوظ نہ ہے گی اس کی شرم گاہ بھی محفوظ
 نہیں رہ سکتی۔



مشق زنی کا مریض بن جاتا ہے



بظنری سے منی اپنی جگہ سے سرک جاتی ہے یعنی تھیلی سے
 باہر آ جاتی ہے اور منی کی خاصیت یہ ہے کہ واپس نہیں جاسکتی
 جس طرح کار ریورس (Reverse) ہو جاتی ہے منی ریورس
 نہیں ہو سکتی اور جیسے بکری کے تھن میں دودھ دوبارہ نہیں جاسکتا
 کیونکہ تھن میں نکلنے کا راستہ تو ہے واپس جانے کا راستہ نہیں ہے
 اسی طرح منی بھی اپنی جگہ سے آگے آکر پھر واپس نہیں جاسکتی لہذا

اب کسی نہ کسی صورت سے باہر نکلے گی۔ چاہے حرام محل میں نکلے۔
 بد نظری کی نحوست ہے کہ پھر حلال و حرام کا ہوش نہیں رہتا۔ لہذا
 یا تو کسی لڑکی سے منہ کالا کرے گا یا کسی لڑکے سے بد فعلی کر کے ذیل
 ہوگا اور اگر کچھ نہ بدلتا تو ہاتھ سے منی خارج کرے گا کیونکہ منی ریورس
 (Reverse) نہیں ہو سکتی جس طرح لڑکیوں اور لڑکوں سے بد فعلی
 حرام ہے، جملہ محرمات حرام ہیں اسی طرح مُشت زنی بھی حرام ہے
 جو نئی نسل میں عام ہو گئی ہے۔ حدیث پاک میں اس پر بھی سخت
 وعید ہے کہ جو ہاتھ سے منی خارج کرے گا قیامت کے دن اس
 کے ہاتھ میں حمل ہوگا اور **نَکاحُ الْيَدَيْنِ** یعنی ہاتھ سے نکاح کرنے
 والے یعنی ہاتھ سے منی ضائع کرنے والے پر حدیث پاک میں لعنت
 آئی ہے۔ لہذا حرام مواقع میں شہوت پوری کرنا تو حرام ہے ہی
 لیکن حلال کو بھی زیادہ حلال نہ کرو ورنہ صحت بھی خراب ہو جائے
 گی اور ذکر و عبادت میں مزہ نہیں آئے گا اور اولاد بھی کمزور پیدا

ہوگی۔ اس لئے بزرگوں کی نصیحت ہے کہ منی کو بچا کر کے رکھو۔
 کبھی پندرہ دن یا ایک ماہ کے بعد جب شدید تقاضا ہو تو ضرور
 پوری کر لو۔ دیکھو شیر سال میں ایک بار صحبت کرتا ہے اور اس
 سے شیر پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ دیر سے صحبت کرتے
 ہیں ان کے تندرست اور بہادر بچے پیدا ہوتا ہے لہذا بیوی سے
 صحبت میں اعتدال ضروری ہے ورنہ کثرت جماع جان لیوا بھی
 ہو سکتی ہے۔ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے
 سنایا تھا کہ ایک عالم تھے، بیوی بہت خوبصورت تھی جب گھر
 میں حلیم بھرنے یا کسی کام سے داخل ہوتے بیوی کو دیکھ کر بے قابو
 ہو جاتے۔ اتنی صحبت کی کہ چھ مہینہ کے بعد منی کے بجائے خون
 آنے لگا، پھر حرارت رہنے لگی یہاں تک تپ دق ہو گیا، بخار
 ہڈی میں اتر گیا اور آخر جنازہ نکل گیا۔ حسن نے جان لے لی اس

لے کہتا ہوں کہ حلال میں بھی اعتدال رکھو اور حرام کے تو قریب
 بھی نہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قوزان کی راہ میں طاعت کی لذت بھی مکھی
 ہاں شکست آرزو کا بھی مقام قرب دیکھ
 سرفروشی دل منورشی جہاں فروشی سبھی
 مہلی کے خون آرزو پھر کفایت عالم قرب دیکھ

روح بندگی

ہے روح بندگی بس اُن کی مرضی پر فدا ہونا

یہی مقصودِ ہستی ہے یہی منشائے عالم ہے

ہماری خاک اُس لمحہ میں ہے شکِ فلکِ اختر

وہی لمحہ جو سیٹھ راذا کر مولائے عالم ہے

کیا زبط اپنے آسمان سے

گلوں سے ہے نہ ہم کو گلستان سے
 لرزتی برق بھی ہے آشیاں سے
 ہری فساد ہے اے ربِ عالم
 دلِ عشاق میں ہے آگ پنہاں
 بچا مجھ کو بلائے دو جہاں سے
 یقیں کرتا ہوں آہوں کے دھواں سے
 دُعا کرتے ہیں چشمِ خونخشاں سے
 یہ ہے انعامِ تسلیم و رضا کا
 کہ ہیں آزاد منکرانِ و آں سے
 بہت خونِ تمنا سے زمیں نے
 کیا ہے ربط اپنے آسمان سے
 یہ ہے توفیقِ بس اُن کے کرم سے
 کہ ہے صرفِ نظرِ حُسنِ بُتاں سے

کرم ہے آپ کا اختر پہ یارب
 فدا ہو آپ پر گر جسم و جاں سے